

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اصول دین

دین کے چار بنیادی اصول ہیں جن کا جاننا ضروری ہے:

۱۔ علم یعنی اللہ تعالیٰ (اور اس کی صفات) کی معرفت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا علم اور دین کے مسائل و احکامات کا دلیل کے ساتھ جاننا۔

۲۔ دینی احکامات و مسائل پر عمل کرنا۔

● ایمان و اسلام کی تبلیغ کرنا اور دعوت دینا۔

○ اگر تبلیغ کرتے ہوئے کوئی آزمائش آئے تو اس پر صبر کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

﴿وَالْعَصْرُ، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر ۱۰۳ / ۱-۳)

”قسم ہے عصر کی! انسان خسارے میں ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی (پہروی کرنے کی) اور صبر کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔“

اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اس سورت (العصر) کے علاوہ کوئی نازل نہ بھی فرماتے

تو ان کی کامیابی کے لئے صرف یہی کافی تھی۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

((أَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ))

”قول و عمل سے پہلے علم ضروری ہے۔“

اور اس بات کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کیا

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ.....﴾

”آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزشوں کی معافی مانگتے رہئے۔“

اس آیت کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قول و عمل سے

پہلے معرفت کا ذکر فرمایا ہے۔

لہذا ہر مسلمان مرد اور عورت کو مندرجہ ذیل تین مسائل کی اچھی طرح معرفت اور پہچان

ہونی چاہئے۔

پہلا اصول

اللہ تعالیٰ کی معرفت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، رزق دیا اور پھر ہمیں شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑ دیا بلکہ ہماری طرف رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا تو جس نے نبی ﷺ کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا، فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا﴾ (المزمل ۳/۱۵-۱۶)

”ہم نے تمہاری طرف بھی تم پر گواہی دینے والا رسول بھیج دیا جیسا کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔ پس فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے بہت سخت پکڑ لیا۔“

اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ اس کی عبادت میں کسی کو اس کے ساتھ شریک کیا جائے خواہ وہ (شریک) مقرب فرشتہ ہو یا کوئی رسول۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الحج ۷۲/۱۸)

”مساجد تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔“

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہو اور ایک اللہ کی عبادت کرتا ہو تو اس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسے لوگوں سے تعلقات قائم کرے یا دوستی لگائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ اس کے کتنے ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيَدْخُلُهُمُ جَنَّتِ تَجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو تم اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پاؤ گے خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہو یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اس (اللہ) نے ایمان راسخ کر دیا ہے اور اپنے فیض خاص سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس میں (ہر طرح کے) دریا بہتے ہیں۔ وہ ان (باغات جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان پہ خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہوں! وہ اللہ کی جماعت ہیں یاد رکھو! اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔

یاد رہے! (اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ دکھائے) کہ سیدھا راستہ اور دین ابراہیمی یہ ہے کہ ہم اللہ کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اس ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو اسی بات کا حکم دیا ہے اور ان کی تخلیق کا مقصد بھی یہی بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

”ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔“

اللہ تعالیٰ نے توحید کے بارے میں جو سب سے اہم حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور سب سے بڑا کام جس سے روکا گیا ہے وہ شرک ہے اور وہ یہ ہے کہ اس (اللہ) کے ساتھ کسی اور کو پکارا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الفاتحہ ۲/۱)

تمام تعریف اس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ یعنی کہ اللہ کے سوا ہر چیز ایک عالم اور جہان ہے اور ان لاتعداد جہانوں میں سے ایک میں بھی ہوں۔“

اور جب کہا جائے کہ تم نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟

تو آپ کہیں اس کی مخلوقات اور نشانیوں سے رات، دن، سورج اور چاند سے اور لاتناہی مخلوقات میں سات زمینیں اور سات آسمان اور جو کچھ ان کے اندر موجود ہے۔ ان تمام موجودات و مخلوقات سے مجھے اللہ کے وجود اور عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (حم السجدة ۳۷/۴۱)

”دن اور رات، سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم واقعی اس کی عبادت کرتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشَى اللَّيْلُ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (الأعراف ۵۴/۷)

”بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا پھر عرش

پر مستوی ہوا وہی رات کو دن کا پردہ پوش بنا دیتا ہے رات ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے لپکی چلی آتی ہے۔ اس نے سورج، چاند اور ستاروں کو اپنے حکم کا تابع فرماں بنادیا، سن لو تخلیق اور فرماں روائی کا حق اسی کا ہے، اللہ بڑی ہی بابرکت ذات ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“

رب سے مراد معبود حقیقی ہے جس کی عبادت کی جائے۔

فرمان الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ، الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

”اے لوگو! اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ، جس نے تمہاری خاطر زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت، آسمان سے تمہارے لئے پانی نازل کیا پھر اس کے ذریعے پھل تیار کئے اور تمہیں روزی دی پس تم علم کے ہوتے ہوئے اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔“

عبادت کی اقسام: ہر وہ کام جس کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے وہ کام کرنا عبادت ہے مثلاً اسلام، ایمان اور احسان۔ دعاء، خوف، امید، توکل، محبت، ذر، خشوع و خشیت، انابت، مدد طلب کرنا، پناہ چاہنا، فریاد کرنا، ذبح کرنا اور نذر ماننا وغیرہ یہ تمام عبادت میں سے ہیں یہ اور ان کے علاوہ عبادت کی دیگر اقسام جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں تو توحید باعث جنت ہوگی اور اگر ان میں سے کوئی کام غیر اللہ کے لئے کیا جائے تو شرک اور باعث جہنم ہوگا۔ اللہ نے فرمایا:

﴿وَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجن ۷۲/۱۸)

”یقیناً تمام مساجد اللہ تعالیٰ ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔“

پس جس شخص نے ان عبادات میں سے کسی بھی قسم کو غیر اللہ کے لئے مخصوص کر دیا وہ مشرک

اور کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا

يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ (المؤمن ۱۱۷/۲۳)

”جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے جس کے لئے اس کے پاس کوئی

دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہے یقیناً ایسے کافر نجات نہیں پائیں

گے۔“

حدیث میں ہے کہ:

((الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ))

”دعا عبادت کا مغز ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي

سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾

”اور تمہارے رب نے کہہ دیا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار (دعاء) کو قبول کروں گا، بے شک وہ

لوگ جو میری عبادت میں سرکشی کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر بہت جلد جہنم میں داخل ہوں گے۔“

یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے لیکن اس مفہوم کی ترمذی ہی میں ایک سند صحیح حدیث بھی مروی ہے جس کے الفاظ ہیں

((الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) ”دعاء ہی اصل عبادت ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنے کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿... فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا رَبَّكَ إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران: ۱۷۵/۳)

”پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔“

اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھنے کی دلیل

فرمان الہی ہے:

﴿... فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (الکہف ۱۱۰/۱۸)

”پس جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور اپنے رب کی

عبادت میں کسی کو شریک نہیں بنانا چاہیے۔“

اللہ تعالیٰ ہی پر توکل رکھنے کی دلیل فرمان الہی ہے:

﴿... وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (المائدہ: ۲۳/۵)

”اللہ ہی پر توکل رکھو اگر تم مومن ہو۔“

مزید فرمایا:

﴿... وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ...﴾

”جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت اور ڈر کی دلیل

﴿... إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا

لَنَا خَشِيعِينَ﴾

”وہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور وہ رغبت اور خوف سے ہمیں پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔“

اللہ تعالیٰ ہی سے خشیت کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ . . . فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ . . . ﴾ (المائدة: ۳/۵)

”پس تم ان کی خشیت (بیت) نہ رکھو بلکہ میری ہی بیت رکھو۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی دلیل

فرمان الہی ہے:

﴿ وَانِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلُمُوا لَهُ . . . ﴾ (الزمر ۳۹/۵۴)

”تم اپنے رب کی جھکنا اور اس کے مطیع بن جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرنے کی دلیل

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ (الفاتحة ۱/۵)

”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ))

”اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے طلب کرو۔“

اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگنے کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، مَلِكِ النَّاسِ ﴾ (الناس ۱۱۴/۱-۲)

”کہہ دیجئے، میں لوگوں کے رب، لوگوں کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں۔“

اللہ ہی تعالیٰ کو غوث ماننے کی دلیل

﴿ اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَبْ لَكُمْ . . . ﴾

”جب تم اللہ سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری اس بات کو قبول کر لیا۔“

اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر ذبح کرنے کی دلیل

فرمان الہی ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، لَا

شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴾

”آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ کے

لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ان چیزوں میں) اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور

اسی بات کا مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلے ماننے والوں میں ہوں۔“

”جو شخص اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔“

نذر کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴾

”وہ (نیک بندے) اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی شرہر

طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔“

دوسرا اصول

دین اسلام کی معرفت

دین اسلام کو دلائل سے پہنچانا چاہیے اس بات کی وضاحت اس طرح ہے کہ توحید کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے لئے سر تسلیم خم کرنا اور اطاعت کے ذریعے اس کا فرماں بردار ہونا اور شرک سے بچتے ہوئے اس کے خلوص کا اظہار کرنا۔ احسان کے تین مراتب ہیں:

۱۔ اسلام ۲۔ ایمان ۳۔ احسان

اسلام

اسلام کے پانچ ارکان ہیں:

✽ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

✽ نماز قائم کرنا۔

✽ زکوٰۃ ادا کرنا۔

✽ بیت الحرام کاج کرنا۔

✽ رمضان کے روزے رکھنا۔

شہادت کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

(آل عمران ۱۸/۳)

”اللہ شہادت دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نیز فرشتے اور اہل علم بھی یہ شہادت دیتے ہیں وہ (اللہ) حق و انصاف کے ساتھ (کارخانہ کائنات کو) قائم کئے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزیز و حکیم ہے۔“

اور اس کا معنی اس طرح ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کی نفی کرنے والا ہے ﴿إِلَّا اللَّهُ﴾ یہ لفظ ثابت کرتا ہے کہ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہ یکتا ہے اس کی عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں جیسے اس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں۔ اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمائی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ، إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي

فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ، وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (الزخرف)

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو اس ذات کے سوا جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری رہنمائی بھی کرے گا اور وہ (ابراہیم) اسی حقیقت کو پیچھے (درثے اور وصیت کے طور پر) چھوڑ گئے تاکہ وہ (شرک سے) باز آتے رہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا

فَقُولُوا أَشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران ۳/۶۴)

”آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ اس بات پر متفق ہو جائیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پھر اگر وہ منہ

موڑ لیں تو کہہ دیں گواہ رہنا ہم تو فرمانبردار ہیں۔“

نبی ﷺ کی رسالت کی دلیل

فرمان الہی ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸/۹)

”لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جن پر تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے، وہ تمہاری منفعت کے بارے میں خواہشمند ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق و مہربان ہیں۔“

یہ گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جس کام کا وہ حکم فرمائیں اس کی اطاعت کرنا، جس چیز کی خبر دیں اس کی تصدیق کرنا اور جس چیز سے منع کیا یا زجر و تنبیہ کی اس سے رک جانا اور آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔

نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کی دلیل اور اس ضمن میں توحید کی وضاحت

فرمان الہی ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ﴾ (البینة ۵/۹۸)

”حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کے خیال سے یکسو ہو کر اس کی عبادت کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور ٹھیک یہی دین ہے۔“

رمضان کے روزوں کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳/۲)

”اے ایماندارو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔“

بیت اللہ کا حج کرنے کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿... وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (آل عمران ۹۷/۳)

”اللہ کی طرف سے لوگوں پر فرض ہے کہ جو کوئی اس تک پہنچنے کی طاقت رکھے وہ بیت اللہ کا حج کرے اور جو انکار کر دے تو (یاد رہے کہ) اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔“

حج و ایمان:

ایمان کی ستر (70) سے زائد شاخیں یا حصے ہیں پس اس کا سب سے بلند اور اعلیٰ حصہ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ کا اقرار اور سب سے ہلکا درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے اور حیاء داری بھی ایمان کا ایک اہم حصہ ہے۔

ایمان کے چھ ارکان ہیں۔

۱۔ اللہ پر ہجرت ۲۔ اس کے فرشتوں پر ۳۔ اس کی کتابوں پر ۴۔ اس کے رسولوں علیہم

السلام پر ۵۔ قیامت کے دن پر اور ۶۔ تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لانا۔

پہلے پانچ ارکان کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّنَ . . .﴾ (البقرة ۱۷۷/۲)

”نیکی اس چیز کا نام نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ کوئی اللہ پر روز آخرت پر فرشتوں پر کتابوں اور نبیوں پر ایمان لایا۔“

تقدیر الہی پر ایمان لانے کی دلیل

فرمان الہی ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر ۴۹/۵۴)

”ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے کے مطابق پیدا کیا۔“

بحسب احسان

احسان کا ایک ہی رکن ہے اور وہ یہ ہے (کہ جیسے نبی ﷺ نے فرمایا): ”تم اللہ کی عبادت اس انداز سے کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نہیں ہو سکتی تو پھر یہ تصور کرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (النحل ۱۶/۱۲۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو (اس سے) ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ، الَّذِي جِئَ بِرَاكِ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

”اور اس غالب مہربان (اللہ تعالیٰ) پر توکل کرو جو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہو اور سجدہ گزار لوگوں میں تمہاری نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے بلاشبہ وہ ہر بات کا سننے والا جاننے والا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْءَانٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ . . .﴾

”اور آپ کسی حال میں ہوں اور (مجملہ ان حالات) کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور آپ کوئی بھی کام کرتے ہوں ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس (کام) میں مصروف ہوتے ہو۔“

احسان کے متعلق حدیث جبریل بہت مشہور ہے جو حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے۔

((بینما نحن جلوس عند رسول الله ﷺ ذات يوم اذ طلع علينا رجل شد ید بياض الثياب شد ید سواد الشعر لا یرى علیه أثر السفر ولا یعرفه منا أحد حتی جلس الی النبی ﷺ فأسند رکبتيه الی رکبتيه ووضع کفیه علی فخذيہ وقال : یا محمد ! أخبرنی عن الاسلام فقال رسول الله ﷺ أن تشهد أن لا اله الا الله وأن محمد ﷺ رسول الله ، وتقیم الصلاة وتوتی الزکاة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت الیه سبیلا قال : صدقت فعجبنا له یسأله ویصدقہ قال : فأخبرنی عن الايمان قال : أن تؤمن بالله وملائکته وکتابه ورسوله والیوم الآخر وتؤمن بالقدیر خیرہ وشرہ قال صدقت ، قال فأخبرنی عن الاحسان ؟ قال : أن تعبد الله كأنک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک قال : فأخبرنی عن

الساعة؟ قال: ما المسئول عنها بأعلم من السائل قال: فأخبرني عن أماراتها قال: أن تلد الأمة ربتها وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان قال: ثم انطلق، فلبث ملياً ثم قال لي: يا عمر أتدري من السائل؟ قلت: الله ورسوله أعلم، قال: فإنه جبريل أتاكم يعلمكم دينكم»

”کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے پاس آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے اس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے اور ہم میں سے کوئی اسے جانتا بھی نہیں تھا پھر وہ نبی ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں کے سامنے رکھے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے اور عرض کی ”اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اسلام یہ ہے کہ) تو گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔“

تو اس (سائل) نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔“ ہم نے تعجب کیا کہ سوال کرتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: ”مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟“

نبی ﷺ نے فرمایا (ایمان یہ ہے) کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں قیامت کے دن پر اور تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لاؤ۔“

پھر اس آنے والے نے سوال کیا کہ: مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟“

نبی ﷺ نے فرمایا: (احسان یہ ہے) کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے

ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔“

پھر اس نے سوال کیا کہ: قیامت کے بارے میں بتائیں؟“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔“

پھر اس نے سوال کیا کہ: قیامت کی نشانیاں بتائیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”لوٹڈی اپنے آقا کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں اور برہنہ جسموں والے فقراء قسم کے لوگ اور بکریوں کے چرواہے اپنی بلند و بالا عمارتوں پر فخر کریں گے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ (اجنبی) سائل چلا گیا۔ اور میں (حیرت کی تصویر بنا) کافی دیر بیٹھا رہا آخر نبی ﷺ نے فرمایا:

”اے عمر! تمہیں معلوم ہے کہ وہ سائل کون تھا؟“ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جبریل علیہ السلام تھے تمہیں تمہارے امور دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔“



تیسرا اصول

حضرت محمد ﷺ کی معرفت

آپ ﷺ کا نام ونسب: محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے اور ہاشم کا تعلق قریش سے تھا اور قریش عرب کا ایک مشہور ترین قبیلہ ہے جبکہ عرب حضرت اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد ہیں۔ (ان پر بھی اور ہمارے نبی ﷺ پر افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہو۔)

نبی ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ چالیس سال نبوت سے قبل اور تیس سال نبوت کی زندگی ہے۔ آپ ﷺ سورہ علق (کی پہلی وحی) سے نبی بنے اور سورہ مدثر کی دوسری وحی سے منصب رسالت پر فائز کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرک سے بچانے اور توحید کی دعوت دینے کے لئے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ، وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ، وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ (المدثر ۷۴/۱-۷)

”اے کپڑا اوڑھنے والے۔ کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے۔ اپنے رب کی عظمت بیان کر۔ اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ نجاست سے دور رہو اور اس نیت سے نہ دو کہ زیادہ کے طالب ہو اور اپنے رب کے لئے صبر کرو۔“

﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ کا معنی ہے کہ شرک سے ڈراؤ (آگاہ کرو) اور توحید کی دعوت دو۔“

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ یعنی توحید کے ذریعے اس کی عظمت بیان کرو۔

﴿وَتِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ یعنی اپنے اعمال کو شرک سے بچاؤ۔

﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ الرجز کا معنی بت اور ”فاهجر“ کا معنی ہے کہ اس بت کو اور اس کے پیروکاروں کو چھوڑ دیں (یعنی قطع تعلقی کر لیں) اور اسی طرح ان (بتوں) سے اور ان کے پیروکاروں سے بیزاری کا اظہار کریں۔

آپ نے اس توحید کی دعوت پر دس سال صرف کیے۔ دس سال کے بعد آپ کو معراج آسمانی کرائی گئی۔ پھر آپ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ تین سال مکہ میں نمازیں ادا کیں۔ اس کے بعد ہجرت کا حکم ہوا تو آپ مدینہ تشریف لے گئے۔

ہجرت کا معنی شرک والے علاقے کو چھوڑ کر اسلام والے علاقے میں چلے جانا اور ہجرت اس امت پر فرض ہے کہ شرک والے علاقے کو چھوڑ کر توحید والے علاقوں میں چلیں جائیں اور یہ فرضیت قیامت تک کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَ ثَمَرًا، إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً، فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا غَفُورًا﴾ (النساء ۹۷/۴-۹۹)

”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی ارواح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی سرزمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بدترین پہنچنے کی جگہ ہے ہاں مرد عورتیں اور بچے جو بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارہ کار کی طاقت ہے اور نہ کسی راستے کا علم ہے بہت ممکن ہے کہ

اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے، اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا معاف فرمانے والا ہے۔“
نیز فرمایا:

﴿يَعْبَادِي الَّذِينَ ءَامَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَلِسَعَةً فَإِنِّي فَاعْبُدُونِ﴾ (العنكبوت)
”اے میرے ایماندار بندو! میری زمین بہت کشادہ ہے سو تم میری ہی عبادت کرو۔“

امام بغوی فرماتے ہیں کہ آیت ان مسلمانوں کے بارہ میں نازل ہوئی جو مکہ میں تھے اور انہوں نے ابھی ہجرت نہیں کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ایمان والے کہہ کر پکارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَنْقَطِعُ الْهَجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا »

جب تک توبہ قبول ہوتی رہے گی ہجرت منقطع نہیں ہوگی اور جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا توبہ قبول ہوتی رہے گی۔“

جب نبی ﷺ نے مدینہ میں قیام فرمایا تو شریعت کے باقی احکام کے بارے میں حکم فرمایا۔ جیسے زکوٰۃ، روزہ، حج، اذان، جہاد، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور اس کے علاوہ دیگر شرعی احکام۔ آپ نے اس پر دس سال صرف کئے۔ اور آخر تکمیل دین کی بشارت دے کر تریسٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیام اجل پر لبیک کہتے ہوئے اس فانی دنیا سے ابدی جہاں کی طرف تشریف لے گئے۔

نبی ﷺ تو دنیا سے رخصت فرما گئے مگر آپ کا دین باقی ہے اور یہ ایسا دین ہے کہ آپ ﷺ نے بھلائی کی ہر چیز امت کو بتادی اور ہر شر سے آگاہ کر دیا۔

بھلائی (خیر) جس کی آپ ﷺ نے نشان دہی فرمائی وہ تو حید اور وہ تمام چیزیں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے اور برائی (شر) جس سے آپ نے آگاہ فرمایا وہ شرک ہے اور وہ تمام چیزیں

جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور جن سے اس نے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ کی اطاعت کو تمام جنوں اور انسانوں پر فرض قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (الأعراف ۱۵۸/۷)
”کہو! اے لوگو! بلاشبہ تم میں سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کر دیا۔
نیز فرمایا:

﴿... الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدة: ۳/۵)

”آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔“

نبی ﷺ کی وفات کی دلیل

فرمان الہی ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ، ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ (الزمر ۳۹-۳۰-۳۱)

”بلاشبہ آپ کو بھی مرنا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں پھر یقیناً تم سب قیامت کے دن اپنے جھگڑوں کو اللہ کے سامنے پیش کرو گے۔“

مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيهَا نُعِيدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى﴾ (طہ ۵۵/۲۰)

”ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کیا، اسی میں لوٹائیں گے اور ہم تمہیں دوبارہ اسی میں سے نکالیں گے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا، ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا﴾
 ”اور اللہ نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے جیسے پیدا کرنے کا حق تھا۔ پھر اسی میں تمہیں لوتائے گا اور پھر تمہیں نکال کھڑا کرے گا جیسے نکال کھڑا کرنے کا حق ہے۔“ (نوح: ۱۸)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَسْأَلُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی﴾ (النجم: ۳۱/۵۳)
 ”جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے تاکہ وہ برے کام کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور جو لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کو نیک صلہ دے۔“

جس شخص نے دوبارہ اٹھائے جانے کو جھٹلایا اس نے کفر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿رَّعِمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ لَّنْ يُبْعَثُوْا قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ یَسِیْرٌ﴾ (التغابن: ۷/۶۴)
 ”کافروں نے سمجھ لیا ہے کہ انہیں ہرگز دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ کہہ دیجئے، میرے رب کی قسم! کیوں نہیں تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا پھر تمہیں تمہارے اعمال کے بارے میں بتایا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لئے نہایت آسان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا فرمان الہی ہے:

﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِّنَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلٰی اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿النساء: ۴/۱۶۵﴾

”ہم نے ان سب پیغمبروں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ ان پیغمبروں

کے آجانے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی حجت باقی نہ ہو۔“

پہلے نبی نوح علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ خاتم النبیین ہیں۔
 ارشاد بانی ہے:

﴿اِنَّا اَوْحٰیْنَآ اِلَیْكَ كَمَا اَوْحٰیْنَا اِلٰی نُوحٍ وَالنَّبِیِّیْنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ (النساء: ۴/۱۶۳)

”ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوح علیہ السلام اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف بھیجی تھی۔“

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک ہر امت میں ایک رسول مبعوث کیا وہ انہیں ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے تھے اور طاغوت کی عبادت سے منع کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنْ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام

معبودوں سے بچو۔“ (النحل: ۳۶/۱۶)

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں پر فرض قرار دیا کہ وہ طاغوت کا انکار کریں اور اللہ پر ایمان لائیں۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”طاغوت“ کا معنی ہے کہ بندہ اپنی حد سے تجاوز کر جائے

خواہ وہ معبود کے انداز سے ہو یا متبوع و مطاع کے انداز میں۔ اور طاغوت بہت زیادہ ہیں اور ان کے بڑے پانچ ہیں۔

۱۔ ابلیس ملعون

۲۔ اور وہ شخص جو اپنی عبادت کروا کر خوش ہوتا ہے۔

● جو لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔

○ جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں غیب جانتا ہوں۔

■ اور جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ کسی اور چیز سے فیصلے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا إِكْرَهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرة ۲/۲۵۶)

”دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔ اس لئے جو شخص طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے اس نے مضبوط کڑے (سہارے) کو تھام لیا کبھی ٹوٹ نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔“
اور یہی معنی مفہوم ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) کا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))
”تمام امور کی اصل اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی (اعلیٰ ترین عمل) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے!“



نماز کی شرائط

نماز کی شرائط نو (۹) ہیں:

۱۔ اسلام ۲۔ عقل ۳۔ شعور ۴۔ وضوء ۵۔ طہارت ۶۔ ستر ڈھانپنا ۷۔ نماز کا وقت ہونا ۸۔ قبلہ رو ہونا اور ۹۔ نیت کرنا۔

۱۔ اسلام:

نماز کی شرائط میں سے پہلی شرط اسلام ہے۔ جس کی ضد اور الٹ کفر ہے۔ کافر کے ہر قسم کے اعمال مردود اور ناقابل قبول ہیں خواہ وہ کوئی بھی عمل کرے۔
فرمان الہی ہے:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ﴾ (التوبة: ۱۷/۹)
”مشرکوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کفر کا اقرار کرتے ہوئے اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں ان لوگوں کے سب اعمال ضائع ہیں اور وہ دائمی طور پر جہنمی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ (الفرقان ۲۵/۲۳)
”اور انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف توجہ کی تو انہیں اڑتی ہوئی خاک (کی مانند) کر دیا۔“

۲۔ عقل:

دوسری شرط عقل ہے۔ اس کی ضد جنون (پاگل پن) ہے اور کسی پاگل کا جنون جب تک ٹھیک نہ

ہو جائے اس کے کسی عمل کا مواخذہ نہیں وہ مرفوع القلم ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« رفع القلم عن ثلاثة : النائم حتى يستيقظ ، والمجنون حتى يفيق

والصغير حتى يبلغ »

”تین قسم کے لوف مرفوع القلم ہیں (ان کے اعمال حساب و کتاب کے لئے نہیں لکھے

جاتے) سوایا ہوا شخص حتیٰ کہ بیدار ہو جائے، مجنون (دیوانہ) حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے اور

چھوٹا بچہ حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے۔“

● شعور:

شعور کی ضد بچپن ہے اور اس کی حد سات سال ہے اس کے بعد نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اسے نماز

پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« وفرقوا ابناءكم بالصلوة لسبع واضربوهم عليها لعشر وفرقوا بينهم

في المضاجع »

”اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور اگر وہ دس

سال کی عمر میں نماز نہ پڑھیں تو انہیں سزا دو اور (اس عمر میں) ان کو الگ الگ سلاؤ۔“

○ وضوء:

جب وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ وضو کی دس شرائط ہیں:

۱۔ اسلام ۲۔ عقل ۳۔ شعور ۴۔ نیت ۵۔ موجب وضو (رج، پیشاب، ندی وغیرہ) کا منقطع ہونا

۶۔ استنجاء سے فارغ ہونا ۷۔ پانی کا پاک ہونا ۸۔ پانی کا مباح ہونا ۹۔ جلد تک پہنچنے سے جو چیز

باعث رکاوٹ ہے اسے دور ہونا اور ۱۰۔ جس شخص کا حدث دائمی ہو (وضوء بار بار ٹوٹتا ہو) اس کے وضوء

کی شرط یہ ہے کہ نماز کا وقت ہو یعنی جب نماز کا وقت ہو جائے تو وضوء کرے۔

وضوء کے چھ فرائض ہیں:

۱۔ چہرے کا دھونا، نیز کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی چہرے میں شامل ہے۔ لمبائی کے لحاظ سے

چہرہ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی تک ہے۔ اور چوڑائی کے لحاظ سے کانوں کی لو تک ہے، ہاتھوں

کو کہنیوں سمیت دھونا، ● پورے سر کا مسح کرنا جبکہ دونوں کان بھی سر میں شامل ہیں، ○ ٹخنوں سمیت

پاؤں دھونا، ■ اعضاء کو بیان کردہ شرعی ترتیب کے مطابق دھونا، □ تمام اعضاء کو وقفے کے بغیر

مسلل دھونا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ

إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

(المائدة ۶/۵)

”اے ایماندارو! جب ت نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت

دھو لو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔“

ترتیب کے بارے میں فرمان نبوی ہے:

((ابدأ بما بدأ الله به))

”جہاں سے اللہ نے شروع کیا تم بھی وہاں سے شروع کرو۔“

مسلل اور لگا تار وضوء کرنے کے بارے میں ایک حدیث ہے کہ:

((انه ﷺ لما رأى رجلاً وفي قدمه لمعة قدر الدرهم لم يصيبها الماء

فامر به بالعادة))

”آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پاؤں میں درہم کے برابر خشک جگہ رہ گئی تھی

جہاں پانی نہیں پہنچا تھا تو آپ ﷺ نے اسے دوبارہ وضوء کرنے کا حکم فرمایا۔“

اور وضوء کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا واجب ہے۔ نواقض الوضوء (جن چیزوں سے توٹ

جاتا ہے) آٹھ ہیں:

۱۔ دونوں شرم گاہوں میں سے کسی چیز کا نکلنا، ۲۔ جسم سے کسی فاسد اور نجس چیز کا نکلنا،
● عقل ختم ہو جانا، ○ عورت کو شہوت سے چھوٹا، ■ شرم گاہ کو ہاتھ لگانا (اگلی شرم گاہ ہو
یا پچھلی) □ اونٹ کا گوشت کھانا، □ میت کو غسل دینا، □ مرتد ہو جانا (اللہ تعالیٰ ہمیں
ایسی حالت سے محفوظ رکھے)

■ طہارت:

تین چیزوں، جسم، لباس اور قطعہ زمین (جہاں نماز پڑھنی ہے) نجاست سے دور کرنا۔ یعنی
یہ تینوں چیزیں پاک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿وَتَبَايَكَ فَطَهِّرْ﴾ (المدثر ۷۴/۴)
”اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کریں۔“

□ ستر (یعنی شرم گاہ کو ڈھانپنا):

اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص استطاعت کے باوجود عریاں ہو کر (کپڑے اتار کر) نماز پڑھے گا
تو اس کی نماز فاسد ہے۔ مرد اور لونڈی کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور آزاد عورت کا چہرے
کے سوا پورا جسم ستر ہے۔ یعنی وہ چہرے کے سوا پورا جسم ڈھانپنے کی۔ فرمان الہی ہے:

﴿يَبْنَىءَ آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف ۷/۳۱)
”اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔“

﴿عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ کا معنی ہے ”ہر نماز کے وقت“

□ نماز کا وقت ہونا:

سنت سے ثابت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اول وقت میں اور آخر وقت میں نبی ﷺ کی امامت کرائی
تو فرمایا:

((یا محمد! الصلوة بین ہذین الوقتین))

”اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز (کا وقت) ان دونوں وقتوں کے مابین ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (النساء: ۴/۱۰۳)

”یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔“

نمازوں کے اوقات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہیں:

﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى عَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْءِ الْفَجْرَ إِنَّ الْفَجْرَ
إِنَّ الْفَجْرَ كَانَ مَشْهُودًا﴾ (الاسراء ۱۷/۷۸)

”نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک یعنی (ظہر سے لے کر
عشاء تک کی نمازیں) اور (ان کے علاوہ) فجر کی قرأت (نماز) کا پڑھنا (فرشتوں
کی) حاضری کا وقت ہے۔“

□ قبلہ رو ہونا:

فرمان الہی ہے:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ، فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ
شَطْرَهُ﴾ (البقرة: ۱۴۴/۲)

” (اے پیغمبر علیہ السلام) ہم آپ کے چہرہ مبارک کا آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں
’پس ہم یقیناً آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں (اب) اپنا
چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنا چہرہ اسی طرف کیا
کرو۔“

□ نیت کرنا:

نیت کا محل یا جگہ دل ہے۔ نیت کا زبان سے الفاظ کے ساتھ ادا کرنا بدعت ہے۔ فرمان نبوی ہے:

((انما الأعمال بالنیات وانما لكل امری ما نوى))

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔“



ارکان نماز

ارکان نماز چودہ (۱۴) ہیں:

- ۱۔ قوت کے ہوتے ہوئے قیام کرنا، ۲۔ تکبیر تحریمہ، ۳۔ فاتحہ پڑھنا، ۴۔ رکوع، ۵۔ رکوع سے اٹھنا، ۶۔ سات اعضاء پر سجدہ کرنا، ۷۔ اعتدال، ۸۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا، ۹۔ تمام ارکان اطمینان سے ادا کرنا، ۱۰۔ ترتیب، ۱۱۔ آخری تشہد، ۱۲۔ تشہد میں بیٹھنا، ۱۳۔ نبی ﷺ پر درود بھیجنا اور ۱۴۔ دونوں طرف سلام پھیرنا۔ تمام (چودہ) ارکان کے بارے میں دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

قوت کے ہوتے ہوئے قیام:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴾

(البقرة: ۲۳۸/۲)

”نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز (عصر) کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور باادب کھڑے ہوا کرو۔“

تکبیر تحریمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تحريمها التكبير وتحليلها التسليم))

”اس کی تحریم (یعنی آغاز) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور اس (نماز) کی تحلیل (یعنی

خاتمہ) تسلیم (السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا ہے)۔“

یعنی نماز تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور سلام پھیرنے سے ختم ہوتی ہے۔ اس کے بعد ثناء

پڑھتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں۔

«سبحانک اللہم و بحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ

غیرک»

”اے اللہ! تو پاک ہے ساری تعریفیں تیری ہیں تیری ذات بڑی بلند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

«سبحانک اللہم»

”اے اللہ! میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو تیری شان کے لائق ہے۔“

«و بحمدک» ”تیری تعریف کرتے ہوئے۔“

«وتبارک اسمک» ”تیرا نام بڑا بابرکت ہے۔“

«ولا الہ غیرک» ”اے اللہ! زمین و آسمان میں تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

اس کے بعد پڑھیں:

«اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم» ”میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔“

«اعوذ» کا معنی ہے ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔“ «من الشیطان

الرجیم» ”شیطان سے جو اللہ کی رحمت سے دور کر دیا گیا ہے۔“ کہ وہ مجھے دین و دنیا

میں کسی طرح نقصان نہ پہنچادے۔

فاتحہ پڑھنا: ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا رکن ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا:

«لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب»

”جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

چونکہ سورۃ فاتحہ ام الكتاب ہے لہذا اسے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

یہ حصول برکت اور استعانت کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

«الحمد لله رب العالمین» ”تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“

اس آیت میں ”حمد“ کے معنی ”ثناء“ کے ہیں اور حمد کے ساتھ الف لام (ال) استغراق کے

لئے ہیں یعنی ہر قسم کی تعریف۔

«رب العالمین» ”میں ”رب“ کا معنی ہے، معبود خالق رازق مالک گردش زمانہ کا مالک تمام مخلوق

کو نعمتوں سے نوازنے والا۔“

اور ”عالمین“ عام کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے ان میں سے ہر چیز یا شخص ایک عالم ہے اور

وہ (اللہ) سب کا رب ہے۔

«الرحمن الرحیم» ”جو بہت مہربان ہمیشہ مہربان ہے۔“

«الرحمن» ”تمام مخلوق کے لئے عمومی رحمت۔« (الرحیم) مومنوں کے لئے خصوصی

رحمت۔ فرمان الہی ہے:

﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ (الأحزاب ۳۳/۳۴)

”اور وہ (اللہ تعالیٰ) مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔“

«مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ» ”جو جزا و سزا اور حساب کے دن کا مالک ہے۔“

جس روز ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی۔ اگر اعمال اچھے ہوئے تو جزا

وسزا بھی بہتر ہوگی اور اگر اعمال برے ہوئے تو ان کی جزا و سزا بھی بری ہوگی۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ

کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمَا أَذْرَكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ، ثُمَّ مَا أَذْرَكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ، يَوْمَ لَا تَمْلِكُ

نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ﴾ (الأنفطار ۸۲/۱۷-۱۹)

”اور آپ کو کیا خبر کہ روز جزا کیا چیز ہے؟ پھر آپ کو کیا خبر کہ روز جزا کیا چیز ہے؟ یہ وہ دن ہے جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لئے کوئی اختیار نہیں رکھے گا اور اس دن حکومت صرف اللہ ہی کی ہوگی۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه

هواها وتمنى على الله الأمانى))

”دانا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع (کنٹرول) کر لیا اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کیا اور عاجز وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا لیا اور اللہ تعالیٰ سے بے جا امیدیں باندھ لیں۔“

((إِيَّاكَ نَعْبُدُ)) ”ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔“

بندے اور اس کے رب کے درمیان جو عہد ہے وہ یہی ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

((وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ)) ”اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“

یہاں بندے اور اس کے رب کے درمیان یہ عہد ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور سے مدد طلب نہ کی جائے۔

((إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ)) ”ہمیں سیدھی راستے کی راہنمائی فرما“ ((إِهْدِنَا)) کا معنی ہے ہماری راہنمائی فرما اور قائم رکھ۔ اور ((صِرَاط)) اس کے کئی معنی کئے گئے ہیں جیسے اسلام رسول اللہ ﷺ، قرآن مجید اور یہ سبھی معنی حق اور درست ہیں۔ ((مُسْتَقِيم)) ”سیدھا“ جس میں کوئی ٹیڑھ پن نہ ہو۔

((صِرَاطَ الَّذِيْنَ أُنْعِمْتَ عَلَيْهِمْ)) ”ان لوگوں کی راہ جن پر (اے اللہ) تو نے انعام کیا۔“ فرمان

الہی ہے:

((وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا)) (النساء)

”اور جو بھی اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا جیسے انبیاء (علیہم السلام)، صدیقین، شہداء اور صالحین یہ بہترین رفیق ہیں۔“

((غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ)) ”نہ ان کا (راستہ کہ) جن پر غضب ہوا۔“

ان سے مراد یہود ہیں جنہوں نے علم کے باوجود عمل نہیں کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان کے طریق سے محفوظ رکھے۔

((وَلَا الضَّالِّينَ)) ”اور نہ ان کا (راستہ کہ) جو بھٹکنے والے ہیں۔“

ان سے مراد نصاریٰ ہیں۔ وہ جہالت اور گمراہی کی بنیاد پر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ہم اللہ سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان کے طریق سے محفوظ رکھے۔

((ضَالِّينَ)) ”یعنی ”گمراہوں“ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ، الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا)) (الكهف: ۱۸/۱۰۳-۱۰۴)

”اے نبی! ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں رایگاں گئیں اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔“

اس بارے میں حدیث رسول اللہ ﷺ ہے:

((لتتبعن سنن من كان قبلکم حذو القذة حتی لو دخلوا حجرة ضب

لدخلتموه قالوا : يا رسول الله اليهود والنصارى قال فمن))

”تم اپنے سے پہلے لوگوں (سابقہ امتوں) کی ضرور بالضرور ہو بہو پیروی کرو گے حتیٰ کہ اگر وہ گویہ کے بل میں گھس گئے تو تم بھی ضرور اس میں گھسو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! (پہلے لوگوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں۔ آپ نے فرمایا (اگر وہ نہیں) تو پھر اور کون ہیں؟“

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

« افترقت اليهود على احدى وسبعين فرقة وافتרכת النصارى على اثنتين وسبعين فرقة وستفترق هذه الأمة على ثلاث وسبعين فرقة كلها في النار الا واحدة قلنا : من هي يا رسول الله؟ قال كان علي مثل ما أنا عليه وأصحابي »

”یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور عیسائی بہتر (۷۲) اور یہ امت بہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک کے سوا سب فرقے جہنم میں جائیں گے ہم (صحابہ) نے عرض کی اے اللہ کے رسول! وہ (جنتی) فرقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہوگا۔“

رکوع: رکوع سے اٹھنا، سات اعضاء پر سجدہ کرنا، اعتدال اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ان سب کے بارے میں فرمان الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا﴾ (الحج ۲۲/۷۷)

”اے ایماندارو! رکوع اور سجدہ کرو۔“

اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

« أمرت أن اسجد على سبعة اعظم »

”مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

تمام افعال میں اطمینان اور ارکان کی تربیت کے بارے میں حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

« بينما نحن جلوس عند النبي ﷺ اذا دخل رجل فصللي فسلم على النبي ﷺ فقال : ارجع فصل فانك لم تصل فعلها ثلاثاً ثم قال والذي بعثك بالحق نبياً لا أحسن غير هذا فعلمني فقال له النبي ﷺ اذا قمت الى الصلوة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعاً ثم ارفع حتى تعتدل قائماً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تطمئن جالساً ثم اعمل ذلك في صلاتك كلها »

”ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر نبی ﷺ کو سلام کیا آپ نے فرمایا جاؤ نماز (دوبارہ) پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا، نماز پڑھی اور سلام کہا آپ نے سلام کا جواب دے کر پھر اسے لوٹایا۔ اس شخص نے تین بار ایسے ہی کیا۔ اور واپس لوٹایا گیا۔ آخر اس نے عرض کی اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے میں اس سے اچھی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا۔ لہذا آپ مجھے سکھادیں۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا جب تم نماز کے لئے اٹھو تو تکبیر (اللہ اکبر) کہو پھر جو قرآن تمہیں یاد ہے اس میں سے پڑھو۔ پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر (رکوع سے) اٹھو یہاں تک کہ اطمینان سے بالکل سیدھا کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے بالکل سیدھا کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر اٹھو حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اپنی پوری نماز اسی طرح پڑھو۔“

آخری تشہد: آخری تشہد بھی بڑا اہم رکن ہے۔ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم پر تشہد فرض نہیں ہوئی تھی تو ہم اس طرح کہا کرتے تھے:

« السلام علی اللہ من عبادہ ، السلام علی جبریل و میکائیل »

”اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلامتی ہو سلامتی ہو جبریل اور میکائیل (علیہما السلام) پر۔“

نبی ﷺ نے فرمایا: تم ایسے نہ کہا کرو کہ اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلامتی ہو بلکہ اللہ خود سلامتی والا ہے۔ تم یہ کہا کرو۔“

« التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ »

« (التَّحِيَّاتُ) کا معنی ہے کہ ”تمام قسم کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور یہ اس کا استحقاق ہے۔“ رکوع و سجود بقا و دوام اور ہر قسم کی عظمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ان میں کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے مخصوص کیا تو وہ مشرک اور کافر ہے۔

« (الصَّلَوَاتُ) تمام قسم کی دعائیں اور بعض نے اس سے مراد پانچ نمازیں بھی لی ہیں « (وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ) اللہ تعالیٰ خود بھی طیب اور پاک ہے اور وہ صرف پاکیزہ اقوال و اعمال ہی قبول کرتا ہے۔

« السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ » نبی ﷺ کے لئے سلامتی رحمت اور برکت کی دعاء کی جاتی ہے۔ اور یاد رہے کہ جس کے لئے دعاء کی جائے اسے اللہ کے ساتھ نہیں پکارا جاتا۔

« (السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ) » اس دعاء کے ذریعے انسان اپنے لئے اور زمین و آسمان کے ہر نیک شخص کے لئے سلامتی کی دعا کرتا ہے اور السلام سے مراد دعاء ہے۔

”صَالِحِينَ“ کہہ کر نیک اور صالحین کے لئے دعاء کی جاتی ہے لہذا دعاء کرتے وقت اللہ کے

ساتھ انہیں شریک بھی نہیں کرنا چاہیے۔

« أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ » اس شہادت کی وجہ سے انسان یقین و ایمان کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ زمین و آسمان میں عبادت کے لائق صرف ایک ذات برحق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اور یہ گواہی دیتا کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ وہ عبد (بندے) ہیں لہذا ان کی عبادت نہیں کرنی چاہیے وہ رسول ہیں لہذا ان کی تکذیب نہ کی جائے بلکہ ان کی اطاعت اور اتباع کی جائے اللہ تعالیٰ نے انہیں شرف رسالت و عبودیت سے نوازا۔ فرمان الہی ہے:

﴿ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴾ (الفرقان: ۱/۲۵)

”با برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (حق و باطل میں تمیز کرنے والا) اتارنا کہ تمام لوگوں کے لئے آگاہ کرنے والا بن جائے۔“

« اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلَى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ »

”اے الہی! محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر رحمتیں نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمتیں نازل کیں۔“ بے شک تو تعریف کیا ہوا عظیم شان و شوکت والا ہے۔“

« (الصلوة من الله) » اللہ کی طرف سے صلوة سے مراد یہ ہے کہ فرشتوں کے پاس اپنے بندے کی تعریف کرتا ہے۔ جیسے صحیح بخاری میں ابو عالیہ سے روایت ہے کہ « (صلوة الله) » سے مراد یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے پاس اپنے بندے کی تعریف کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک « (صلوة) » سے مراد ”رحمت“ لیا ہے۔ لیکن درست بات پہلی ہی ہے۔ اگر یہ « (صلوة) » فرشتوں کی طرف سے ہو تو پھر اس سے مراد « (دعاء) » ہے درود شریف کے بعد والی دعائیں مانگنا سنت ہے۔

واجبات: واجبات آٹھ ہیں:

۴ تکبیر تحریمہ کے سوا تمام تکبیریں۔

۵ رکوع میں ((سبحان ربی العظیم)) کہنا۔

● امام اور مقتدی کا ((سمع الله لمن حمد ه)) کہنا

○ سب کا ((ربنا ولك الحمد)) کہنا

■ سجدوں میں ((سبحان ربی الاعلیٰ)) کہنا

□ سجدوں کے درمیان ((رب اغفر لی)) کہنا

□ پہلا تشہد اور اس کے لئے بیٹھنا۔

□ ارکان نماز میں سے کوئی رکن ساقط ہو جائے خواہ بھول کر یا عمداً تو نماز باطل ہو جائے گی۔ واجبات

میں سے کوئی واجب عمداً ترک کیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی اور اگر بھول کر کوئی واجب رہ جائے تو

سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔



چار قواعد

میں اللہ کریم رب عرش عظیم سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ دنیا و آخرت میں تمہارا حامی و ناصر ہو، تم جہاں کہیں بھی ہو، تمہیں باعث برکت بنائے اور وہ تمہیں ایسے لوگوں میں شامل کرے کہ جب انہیں کوئی نعمت عطا کی جاتی ہے تو وہ شکر کرتے ہیں جب کوئی آزمائش آتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور جب کوئی غلطی اور گناہ سرزد ہو جائے تو مغفرت طلب کرتے ہیں۔ یہ تینوں صفات (شکر، صبر اور استغفار) سعادت مندی کی علامت ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں رشد و ہدایت سے نوازے کہ توحید، ملت ابراہیم کا شعار یہ ہے کہ تم خالص اللہ ہی عبادت کے خیال سے اس ایک اللہ کی عبادت کرو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۱/۵۶)

”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔“

جب تم نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو یہ بات خوب ذہن نشین کر لیں کہ توحید کے بغیر کوئی عبادت، عبادت نہیں جیسے طہارت کے بغیر نماز نہیں۔ پس عبادت میں شرک داخل ہو جائے تو عبادت فاسد ہو جائے گی جیسے پاخانہ کرنے سے طہارت ختم ہو جاتی ہے۔

جب یہ معلوم کر لیا کہ جب عبادت کے ساتھ شرک کی آمیزش ہو جاتی ہے تو یہ شرک اسے فاسد کر دیتا ہے اور سارے اعمال اکارت اور رائیگاں چلے جاتے ہیں اور شرک ابدی جہنمی بن جاتا ہے تو اب ضروری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمہیں اس کی معرفت ہونی چاہیے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شیطان کے پھیلانے ہوئے سب سے خطرناک جال سے بچالے جس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

”یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے گا بخش دے گا۔“

اور ان چار قواعد کی معرفت سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان کئے ہیں اس جال (شرک) سے بچا جاسکتا ہے۔

پہلا قاعدہ

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن کفار سے جہاد کیا وہ اس چیز کا اقرار کرتے تھے کہ خالق، رازق اور مدبر اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اسلام میں داخل نہیں سمجھے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَرَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَيُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدْبِرِ الْأُمُورَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾

”آپ ان سے پوچھیں کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں اور کون زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ۔ پس آپ ان سے کہئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟“

دوسرا قاعدہ

وہ کہتے ہیں کہ ہم انہیں جو پکارتے ہیں وہ تو صرف حصول تقرب اور شفاعت و سفارش کے لئے ہے۔ تقرب کے بارے میں یہ دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ

كَذِبْتَ كَفَّارًا﴾ (الزمر ۳/۳۹)

”اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر کارساز بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب تر کر دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس بات میں فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا۔“

شفاعت و سفارش کی دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شَفَعَعْنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ (یونس: ۱۸/۱۰)

”اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔“

شفاعت دو قسم کی ہے:

۱۔ ایسی شفاعت جس کی نفی کی گئی ہے۔

۲۔ ایسی شفاعت جو ثابت ہے۔

● ایسی شفاعت جو ثابت ہے۔

پہلی قسم کی ممنوع شفاعت سے مراد وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی اور سے طلب کی جائے حالانکہ

وہ صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خُلَّةَ وَلَا شَفْعَةً وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (البقرة ۲/۲۵۴)

”اے ایماندارو! ہم نے جو کچھ تمہیں دے رکھا ہے اس میں کچھ حصہ اس سے پہلے خرچ

کر لو کہ وہ دن آجائے جس روز خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی اور نہ سفارش کام آئے گی اور کافر ہی ظالم ہیں۔“

❖ دوسری قسم کی جائز شفاعت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی شفاعت کرنے والے کو شفاعت کا حق دے کر عزت بخشی جاتی ہے اور یہ شفاعت صرف اس بارے میں کی جاتی ہے جس کے قول و عمل سے اللہ راضی ہو نیز یہ شفاعت اللہ کی اجازت کے بعد کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ (البقرة: ۲/۲۵۵)

”کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے۔“

تیسرا قاعدہ

نبی ﷺ ایسے لوگوں کی طرف مبعوث کیے گئے تھے جو عبادت کے لحاظ سے متفرق و مختلف تھے ان میں سے کوئی تو فرشتوں کو پوجتا اور کوئی انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی عبادت کرتا اور ان میں سے کچھ درختوں اور پتھروں کو پوجتے تھے اور کچھ لوگ سورج اور چاند کی پرستش کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان سب سے جہاد کیا اور کسی ایک میں بھی فرق نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

(الأنفال: ۸/۳۹)

”اور ان سے لڑتے رہو حتیٰ کہ فتنے کا نام و نشان باقی نہ رہے اور دین تمام تر اللہ ہی کا ہو جائے۔“

سورج اور چاند کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا

لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾

(حم السجدة ۴۱/۳۷)

”رات دن اور سورج چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو اور سجدہ صرف اس اللہ کو کرو جس نے انہیں بنایا اگر (فی الواقع) تم اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔“

فرشتوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَسْجُدُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ . . .﴾ (آل عمران ۳/۸۰)

”اور یہ نہیں (ہوسکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کو رب بنالینے کا حکم کرے۔“

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّمُ الْغُيُوبِ﴾

”اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالینا۔ وہ کہیں گے اے اللہ! تو پاک ہے مجھے کسی طرح زیان نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسے کہا ہوگا تو تجھے یقیناً معلوم ہوگا جو کچھ میرے دل میں ہے تو اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ تیرے دل میں ہے میں نہیں جانتا۔ بلاشبہ تو ہی غیب کی باتیں جانتا ہے۔“

صالحین کے بارے میں فرمایا:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَ اللَّهِ﴾ (الاسراء ۱۷/۵۷)

”جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔“

درختوں اور پتھروں کے بارے میں فرمایا:

﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّتَّ وَالْعُزَّىٰ، وَمَنْلَوَةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ﴾ (النجم ۱۹/۵۳)

”کیا تم نے کبھی اس لات اور عزلی اور تیسری ایک دیوی منات کی حقیقت پر غور بھی کیا ہے۔“

ابو واقد لیشی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں حنین کے لئے نکلے اور ہم اس وقت نئے نئے مسلمان ہوتے تھے (یعنی زمانہ کفر کو چھوڑے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا) مشرکین کا ایک بیری کا درخت تھا۔ وہ (مشرکین) اس کے پاس بیٹھتے اور اس کے ذریعے اپنے اسلحہ میں برکت حاصل کرتے اس درخت کو ”ذات انواط“ کہتے تھے۔ پس ہم ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے بھی ”ذات انواط“ مقرر کر دیں جیسا کہ ان کے لئے ”ذات انواط“ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! یہی تو (سابقہ امتوں کی) گمراہی کے راستے ہیں۔۔۔۔۔ الحدیث

چوتھا قاعدہ

شرک کے لحاظ سے ہمارے دور کے مشرکین سابقہ دور کے مشرکین سے کہیں زیادہ سخت ہیں۔ کیونکہ پہلے دور کے مشرکین صرف خوشحالی اور آسودگی کے وقت شرک کیا کرتے تھے اور مشکل وقت میں صرف اللہ کو پکارتے تھے۔ جبکہ ہمارے دور کے مشرکین ہر حال میں شرک کرتے ہیں۔ خوشحالی

ہو یا تنگ دستی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ (العنكبوت ۲۹/۶۵)

”جب یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس سے دعاء مانگتے ہیں پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے۔ تو اسی وقت شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔“

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

مسلم ورلڈ ویڈیو سسٹم پاکستان